انحراف قبلہ کے مسائل

قبلہ سے انحراف کی حد کیا ہے:

سوال: ایک مسجد سمت قبلہ سے بہت زیادہ منحرف ہے، اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟ **بینوا بیانًا شافیًا ؛ توجروا أجرًا وافیًا.**

الجواب ———— ومنہ الصدق والصواب

بیت اللہ سے پینتالیس درجہ تک انحراف مفسد نہیں، اس سے زیادہ ہو تو مفسد ہے، لہٰذا کسی ریاضی کے عالم سے تحقیق کروالیں، کہ مسجد کا انحراف کتنے درجے ہے، کوئی ریاضی داں نہ ملے تو مسجد کی قبلہ والی دیوار کا طول اور قطب نما رکھ کر دیوار کی دونوں طرفوں کا تفاوت نہایت احتیاط سے ناپ کر احقر کی طرف لکھ بھیجیں، دیوار کا طول اور شمالی و جنوبی طرفوں کا تفاوت ناپنے کے لئے سمجھدار اور معتبر شخص کی ضرورت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غرہ ربیع الآخر ۱۳۷۴ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲/ ۳۱۳)

قبلہ سے اتنا انحراف جو مفسد صلوٰۃ نہ ہو:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد ملک افریقہ میں بمقام شہر بربون واقع ہے، حسب نقشہ ذیل، لہٰذا اس صورت میں جس جانب کہ رخ محراب کا واقع ہے اگر نماز پڑھی جاوے تو جائز ہے کہ نہیں؟

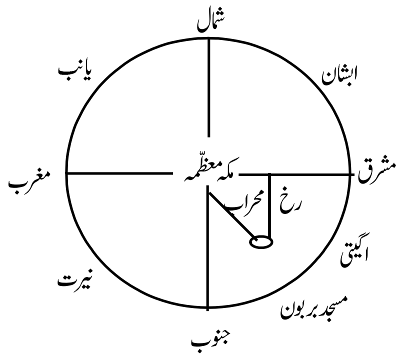

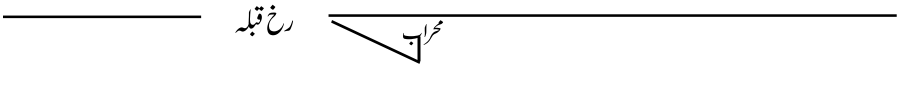

صورت مسجد کی یہ ہے، غلطی سے یہ اس رخ پر بنادی گئی، معلوم ہونے سے اب فرق رخ قبلہ کا اس قدر ہے کہ اوپر جو تمام دنیا کا نقشہ ہے، اس میں شہر بربون جس رخ پر واقع ہے، وہ بھی ملاحظہ میں پیش ہے۔

الجواب

سیدھے رخ پر جو خط کھینچا جاوے؛ اگر مصلی کے جبہ اور جبین کے کسی جزو سے بھی ایسا خط نکلے جو پہلے خط سے زاویہ قائمہ پر تقاطع کرے، تو اتنے انحراف سے نماز ہو جاوے گی اور جو کسی جزو سے ایسا خط نہ نکلے تو نماز نہ ہوگی، اب اس کو خود دیکھ لیا جاوے۔

دلیل المسئلة ما فی رد المحتار: وکان الخط، الخ. (۱)

قلت: مأخذه قوله تعالیٰ ﴿فَوَلِّ وَجْهَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ حیث أمر بتولیة الوجه لا الجبهة خاصة. (۲)

(تتمۂ ثانیہ، ص:۱۸) (امداد الفتاویٰ جدید: ۲۱۶/۱-۲۱۷)

---

(۱) وکان الخط الخارج من جبین المصلی یصل علی استقامة (أی علیٰ زاویتین قائمتین.) إلیٰ هذا الخط المار علی الکعبة فإنه بهذا الانتقال لاتزول المقابلة بالکلیة؛ لأنّ وجه الإنسان مقوس. (ثم قال): المفهوم مما قدمناه عن المعراج والدرر من التقیید بحصول زاویتین قائمتین عند انتقال المستقبل لعین الکعبة یمینًا أویسارًا أنه لایصح لوکانت إحداهما حادةً والأخریٰ منفرجة بهذه الصورة!

وفیه: أن الانحراف الیسیر لایضر وهو الذی یبقی معه الوجه أوشیء من جوانبه مسامتًا لعین الکعبة أو لهوائها، بأن یخرج الخط من الوجه أومن بعض جوانبه ویمر علی الکعبة أوهوائها مستقیمًا، ولایلزم أن یکون الخط الخارج علی استقامة خارجًا من جبهة المصلی بل منها أومن جوانبها کما دل علیه قول الدرر من جبین المصلی، فإنّ الجبین طرف الجبهة وهما جبینان. (رد المحتار، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مبحث فی استقبال البقلة: ۴۲۹/۱-۴۳۰)، وکذا فی درر الحکام شرح غرر الحکام، باب شروط الصلاة: ۶۰/۱. انیس)

(۲) أی اجعل تولیة الوجه تلقاء المسجد الحرام أی جهته وسمته. (التفسیر المظهری، تفسیر سورة البقرة: ۱-۱۴۳.) وکذا فی الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل للزمخشری، من تفسیر سورة البقرة: ۲۰۲/۱، وکذا فی مدارک التنزیل وحقائق التأویل للنسفی: ۱۳۹/۱)

وقرأ أبی: "تلقاء المسجد الحرام" وهو نصب علی الظرف، أی إجعل تولیة الوجه فی جهة المسجد وسمته؛ لأن استقبال عین القبلة حرج عظیم علی البعید. (شرح أبی داؤد للعینی، شرح حدیث (رقم: ۴۸۹): ۴۴۸/۲. انیس

استقبالِ قبلہ سے کتنا انحراف مفسدِ صلوٰۃ ہے؟ اور مسجد بنانے والوں کو ہدایت:

سوال: ہمارے یہاں برطانیہ میں قبلہ کا مسئلہ کافی معترض علیہا ہے، چند سال قبل ہم نے کارخانہ کی خریداری کی تھی اس نیت کے ساتھ کہ اس کو مسجد میں تبدیل کیا جاوے، جیسا کہ یہاں عامۃً ہوتا ہے، قبلہ کے رخ وسمت کے تعین کے لیے ہم نے اپنے امام صاحب مولانا اسماعیل واڑی اور دارالعلوم بری کے مہتمم اور استاذ حدیث مولانا یوسف صاحب متالا اور مولانا ہاشم صاحب جوگواڑی کو دعوت دی، جگہ کو دیکھ کر انہوں نے فرمایا کہ قبلہ کا رخ وسمت بالکلیہ طور پر موافق نہیں ہے، بلکہ ۳۵ رفیصد باہر ہے، مگر مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری کے فتویٰ کے مطابق اتنی گنجائش ہے، تو اسی فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے بغیر کسی ترمیم کے محراب بنا کر نماز شروع کر دی، لیکن چند دن سے بعض مصلیان کا عمل یہ رہا ہے کہ جب جماعت سے نماز پڑھتے ہیں، تو محراب کی طرف پڑھتے ہیں، مگر جب سنن ونوافل کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو تھوڑے مڑ کر کھڑے رہتے ہیں۔ (۳۵ رفیصد)

استفتا یہ ہے کہ کیا ان کا اس طرح سے سنن ونوافل پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اب چوں کہ مصلیان کا یہ رویہ بڑھتا جا رہا ہے، لہٰذا مسجد میں فتنہ کا قوی اندیشہ ہے، لہٰذا خدمت عالی سے قوی توقع رکھی جاتی ہے کہ مسئلۂ ہٰذا کو حدِ شافی تک واضح فرمائیں؟

الجواب ـــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا و مسلمًا

یہاں دو مسئلے الگ الگ ہیں، ان میں خلط ملط کیا جاتا ہے، اور اسی کے نتیجہ میں پیچیدگی پیدا ہوتی ہے۔

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے جہتِ قبلہ سے منحرف ہو کر نماز ادا کی، تو کتنا انحراف معاف ہے؟ اور کتنے انحراف سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

تو اس سلسلہ میں عموماً ہمارے علما نے پینتالیس درجہ تک کے انحراف کو معاف قرار دے کر اس سے زائد انحراف کو مفسدِ صلوٰۃ قرار دیا ہے۔ (دیکھئے: فتاویٰ دارالعلوم (امداد المفتین) مطبوعہ کراچی: ۲/۴۱۶۔ امداد الفتاویٰ: ۱/۲۱۷۔ احسن الفتاویٰ: ۲/۳۱۳)

بعض اکابر نے بنا بر احتیاط چوبیس درجہ تک کے انحراف کو معاف قرار دے کر اس سے زائد انحراف کو مفسدِ صلوٰۃ قرار دیا ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی مدظلہم فرماتے ہیں: ’’معمولی انحراف ہو تو نماز ہو جائے گی اور اگر ۲۵ رڈگری یا اس سے زائد ہو تو نماز نہیں ہوگی‘‘۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲/۱۸۹)

حضرت تھانویؒ نے بھی اسی کو احتیاط بتلایا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم (امداد المفتین) مطبوعہ کراچی: ۲/۴۲۷)

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب نماز کی ادائیگی کے لیے مکان مخصوص (بصورت مسجد یا جماعت خانہ) تیار کیا جائے، تو اس کے بنانے والوں کو کیا کرنا چاہئے؟

تو اس کا حکم یہ ہے کہ! ''مسجد تعمیر کرنے والوں پر صحیح سمت قبلہ متعین کر کے مسجد کا رخ اس کے مطابق کرنا تا حد امکان ضروری ہے''۔ (کفایت المفتی: ۱۴۱/۳)

حضرت اقدس تھانویؒ فرماتے ہیں:

لیکن قصداً مسجد منحرف بنانا جس میں مفسدۂ مذکورہ یعنی تخطیہ سے زیادہ مفاسد ہیں، جیسے: **افتراق بین المسلمین، وإطالة لسان معترضین، وجسارت عوام علی الخروج عن الحدود، واستخفاف حدود وأمثالها**، خلاف مصلحت ہے، **نظیرہ ما مرمن عدم اعتبار النجوم فی المساجد القدیمة وفی اعتبارها فی المفاوز**، ان مفاسد کے مقابلہ میں رقبہ کا کم ہو جانا اہون ہے۔ (امداد الفتاویٰ مطبوعہ دیوبند: ۲۱۹/۱)

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

قصداً باوجود علم کے نو، دس درجہ کے انحراف کو نظر انداز کر دینا اور غلط سمت پر نماز پڑھنا مسلمانوں کے قلوب میں خطرات اور وساوس پیدا کرنے اور استقبال قبلہ کی وقعت کو گھٹانے کا موجب ہوگا، اس لیے مسجد میں صحیح سمت کے نشان قائم کر کے ہی نماز ادا کرنی چاہئے، ہاں یہ صحیح ہے کہ ادا شدہ نمازوں کا اعادہ لازم نہیں۔ (کفایت المفتی: ۱۳۷/۳)

حضرت اقدس فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن صاحب سے ایک ایسی مسجد کے متعلق جس کا انحراف اٹھارہ ڈگری ہی تھا اور جو مشکل آپ نے سوال میں لکھی ہے، اسی کے حل کے لیے انہوں یہ تفاوت روا رکھا تھا، پوچھا گیا۔ اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

آپ کی لکھی ہوئی تین صورتوں میں سے نقشہ نمبر دو کے موافق نماز ادا کرنا بلا شبہ درست ہے، اگر چہ صفیں ٹیڑھی ہی ہوں گی، مگر رخ صحیح ہوگا، اس لیے کہ یہ ٹیڑھا پن کمرہ کی تعمیر کے لحاظ سے ہے، قبلہ کے رخ کے لحاظ سے نہیں، سو اس میں مضائقہ نہیں۔ نقشہ نمبر ایک اور نمبر تین کی صورت میں کمرہ کے اعتبار سے تو صفیں سیدھی ہیں، ٹیڑھی نہیں، لیکن قبلہ کا رخ برابر نہیں، اگر چہ اتنا فرق نہیں کہ بالکل سمت قبلہ باقی نہ رہے، اور نماز کو قطعاً فاسد قرار دیا جائے، لیکن قصداً اتنا فرق بھی نہ کیا جائے، اس سے بھی بچنا چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۵۹/۱۲)

آپ نے محراب تعمیر کرتے وقت مذکورہ بالا ہدایت واحتیاط کا لحاظ نہیں کیا، اور آج جب کہ اس کے مفاسد سامنے آرہے ہیں تو پریشان ہو رہے ہیں، اور جو حضرات اپنی انفرادی نمازوں میں صحیح سمت پر رخ کرنے کا اہتمام کر رہے ہیں، ان پر فتنہ بھڑکانے کا الزام دے رہے ہیں، آپ کا یہ رویہ کتنا مبنی برانصاف ہے وہ آپ ہی بتلائیں؟ خصوصاً جب

کہ آپ کی مسجد کا انحراف ۳۵ رڈگری ہے، تو حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی مدظلہم کے فتویٰ کے بموجب تو نماز ہی نہیں ہوگی۔ اس لیے آپ ہی صفوف کا رخ سمت قبلہ کی طرف درست فرما کر لوگوں کی نماز کو متفق علیہ طریقہ پر صحیح بنانے کی فکر کیجیے اور فتنہ کا دروازہ کھول کر مسلمانوں میں افتراق پیدا ہو، اس سے پہلے ہی فتنہ کی جڑ کاٹ دیجیے۔

فقط و اللّٰہ تعالٰی أعلم (محمود الفتاویٰ: ۱/۴۲۷-۴۳۰)

ربع دائرہ تک سمت کا اختلاف مضر نہیں:

سوال: پنجاب میں مساجد کی تعمیر کے وقت قبلہ قطب ستارہ سے شمال قائم کر کے اس پر زاویہ قائم کر کے مغرب بناتے ہیں اور ہر مسجد میں سمت کعبہ ٹھیک مغرب کی جانب قائم ہوتی ہے، میرا خیال ہے کہ جب مسلمان حملہ آور اور مبلّغ سب سے پہلے ہندوستان میں سندھ آئے، تو سورت کی قریب کی بندرگاہ پر اترے جہاں پہلے بت کدۂ ہند میں مسجد کی تعمیر ہوئی، سورت میں یا وہاں کے قریب تو مسجد کی یہ سمت عین مغرب میں درست ہے، لیکن شمالی ہند میں مسجدوں کا رخ سمت کعبہ نہیں رہتا، اس کا کیا انتظام کیا وے، شہر گجرات میں مسجدوں کا بذریعہ کمپاس سمت کا امتحان لیا گیا، تو سب میں فرق نکلا، کسی میں کم درجہ کا فرق تھا، کسی میں زیادہ، تین مساجد بھی تو قریباً تیس مساجد میں سے ایک سمت میں نہیں، اس کے لئے حضور کی رائے اور شرعی مسئلہ دریافت طلب ہے، کیا یہ غلطی علما کی کسی کمیٹی سے ہوئی یا مسلمانوں نے ایک دوسرے کی تقلید میں یہ غلطی ہر جگہ کی۔ فقط

الجواب ______________

ربع دائرہ سے کم اختلاف مضر نہیں، سب کی نماز ہو جاتی ہے۔

دوسرا خط پہلے خط کے سلسلہ میں:

جواب مندرجہ بالا میں کیا جناب کا فتویٰ ذاتی خیال پر مبنی ہے، یا اس کی تائید کسی کتاب کے حوالہ سے بھی ہو سکتی ہے؟

الجواب ______________

فی رد المحتار: وعبارة الدرر هكذا: وجهتها أن يصل الخط الخارج من جبين المصلي إلى الخط المار بالكعبة على استقامة بحيث يحصل قائمتان ... (إلٰى قوله)... ويؤيده ما قال في الظهيرية: إذا تيامن أو تياسر تجوز؛ لأن وجه الإنسان مقوس، الخ.

وفيه: ولا يلزم أن يكون الخط الخارج على استقامة خارجًا من جبهة المصلي بل منها أو من

جوانبها كما دل عليه قول الدرر من جبين المصلى،فإن الجبين طرف الجبهة وهما جبينان.

وفيه: ولايخفٰى أن أقوى الأدلة النجوم،والظاهر أن الخلاف فى عدم اعتبارها إنما هو عند وجود المحاريب القديمة،إذ لايجوز التحرى معها كما قدمناه؛لئلا يلزم تخطئة السلف الصالح وجماهير المسلمين،بخلاف ما إذا كان فى المفازة فينبغي وجوب اعتبار النجوم ونحوها فى المفازة لتصريح علمائنا وغيرهم بكونها علامة معتبرة،آه. (باب شروط الصلاة،مبحث فى استقبال القبلة: ١/ ٤٢٨ ـ ٤٣١)(١)

یہ سب عبارات میرے دعوی پر کافی وواضح دلیلیں ہیں کہ ربع دائرہ سے کم اختلاف مضر نہیں۔فقط

بقیۃ السوال: ہمارے یہاں گورنمنٹ نے ایک احاطہ مسجد کے لئے وقف کیا تھا جو قبلہ رو نہیں،لیکن اس میں ربع دائرہ سے بہت کم یعنی بقدر ایک بٹے چھ حصہ دائرہ کے فرق ہوسکتا ہے،کیا وہاں مسجد بنادی جائے ، کیونکہ قبلہ رو کرنے میں چاروں طرف سے ٹکڑے کاٹ دینے سے رقبہ آدھا رہ جاتا ہے،اگر اس طرح مسجد بنانے میں اعتراض نہ ہوتو مسجد بہت کشادہ ہوسکتی ہے اور ضرورت کی سب چیزیں بن سکتی ہیں۔

الجواب

اوپر کی گنجائش،بنی ہوئی مساجد کے لئے مذکور ہوتی ہے،تاکہ جمہور مسلمین کا تخطیہ لازم نہ آئے،لیکن قصداً مسجد منحرف بنانا جس میں مفسدہ مذکورہ یعنی تخطیہ سے زیادہ مفاسد ہیں۔

جیسے: **افتراق بين المسلمين وإطالة لسان معترضين وجسارت عوام على الخروج عن الحدود واستخفاف حدود أمثالها** خلاف مصلحت ہے۔(٢)

نظيره ما مر من عدم اعتبار النجوم فى المساجد القديمة وفى اعتبارها فى المفاوز. (٣)

ان مفاسد کے مقابلہ میں رقبہ کا کم ہوجانا اہون ہے،یہ میری رائے ہے،بہتر ہو کہ دوسرے حضرات اہل علم سے بھی مشورہ کرلیا جاوے۔

کتبہ اشرف علی

٢٦ ر رجب ١٣٥٦ھ۔(النور،صفحہ:٩،شعبان ١٣٥٧ھ)(امداد الفتاویٰ جدید:١/ ٢١٧-٢١٩)

(١) درر الحكام شرح غرر الحكام،باب شروط الصلاة: ١/ ٦٠.انيس

(٢) یعنی قصداً مسجد منحرف بنانا خلاف مصلحت ہے۔

(٣) رد المحتار،كتاب الصلاة،باب شروط الصلاة،مبحث فى استقبال البقلة: ١/ ٤٢٩ـ ٤٣٠ـانيس

مسجد کی ظاہری خوب صورتی برقرار رکھنے کے لئے ۴۵ ڈگری منحرف کر دینا:

سوال: انگلینڈ میں اکثر مساجد، مکانات یا فیکٹریاں خرید کر بنائی گئی ہیں، جن میں سے اکثر میں قبلہ سے تھوڑا بہت انحراف ہے، اس ملک میں مسلمان نئے آباد ہوئے ہیں، اس لئے یہاں پرانی مساجد نہیں ہیں، اب اکثر شہروں میں نئی مساجد بنائی گئی ہیں، جو کہ ۱۳۰ر ڈگری جنوب مشرق کے قبلہ رخ پر بنائی گئی ہیں، ہمارے شہر میں دو نئی مسجد اور یہاں سے ۴۵ ر میل دور یورپ کا تبلیغی مرکز ہے، اس کی مسجد بھی ۱۳۰ر ڈگری جنوب مشرق قبلہ رخ پر بنائی گئی ہے، یہاں اس ملک میں تقریباً سب علماءِ کرام کا اس ڈگری قبلہ رخ پر اتفاق ہے۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے محلّہ میں پہلے مکانات میں نماز با جماعت ادا کرتے تھے، ان سب میں ۱۳۰ر ڈگری پر نماز با جماعت ادا کی جاتی رہی، اس ڈگری پر تقریباً پندرہ سال ہم نے نماز ادا کی، اب اسی سڑک اور اسی محلّہ میں جہاں گزشتہ کئی برسوں سے مکان میں جماعت ہوتی رہی، ایک بڑی فیکٹری خرید کر مسجد بنائی ہے، جس میں تقریباً ایک ہزار آدمی با جماعت نماز ادا کر سکتے ہیں، جبکہ مکان میں صرف پچاس ساٹھ آدمیوں کی گنجائش تھی، موجودہ جگہ میں مسجد کی خوب صورتی قائم رکھنے کے لئے پہلے قبلہ رخ سے تقریباً ۴۵ر ڈگری جنوب کی طرف انحراف کر دیا ہے، اس انحراف قبلہ کی وجہ سے محلّہ کے کچھ لوگ متفق نہیں ہیں۔

آپ تفصیل سے تحریر فرمائیں کہ قبلہ سے کتنی ڈگری انحراف کی گنجائش ہے؟ کیا صرف مسجد کی خوبصورتی کو قائم رکھنے کے لئے ۴۵ر ڈگری کے انحراف قبلہ میں نماز ادا ہو جائے گی؟

نیچے دیئے گئے نقشہ میں پہلی جگہ اور موجودہ جگہ کے قبلہ رخ کو ملاحظہ فرمائیں، پہلے مکان اور موجودہ جگہ میں نمازیوں کی صفوں کی ترتیب اور رخ سرخ پنسل سے دکھایا گیا ہے، پہلا مکان اور موجودہ مسجد ایک ہی سڑک پر ہیں، اس وقت موجودہ مسجد میں تقریباً ایک سو آدمی نماز پڑھتے ہیں، جبکہ گنجائش ایک ہزار نمازیوں کی ہے، براہِ کرم اس مسئلہ کا جواب اردو اور گجراتی زبان میں آسان الفاظ میں تحریر فرما کر مشکور فرمائیں، ان شاء اللہ آپ کا فتویٰ اس ملک کے لئے، آنے والے زمانے کے لئے دلیل ہوگا۔　　　نقشہ:

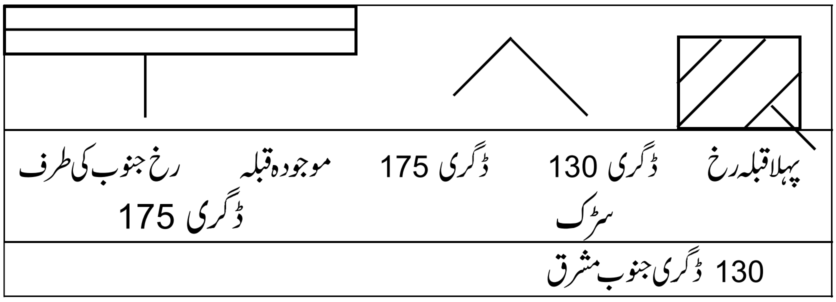

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

وہ ممالک اور مقامات جہاں مساجدِ قدیمہ موجود نہ ہوں، وہاں شرعی طریقہ جو سلف سے ثابت ہے، یہ ہے کہ شمس و قمر اور قطب وغیرہ کے مشہور اور معروف ذرائع سے اندازہ قائم کر کے سمتِ قبلہ متعین کی جائے، اگر اس میں معمولی میلان اور انحراف بھی رہے تو اس کو نظر انداز کیا جائے، اس لئے کہ ان بلادِ بعیدہ میں تحری اور اندازہ سے قائم کردہ جہت ہی قائم مقام کعبہ ہے اور اسی پر احکام کا مدار ہے۔

بخلاف ما إذا كان فی المفازة فينبغي وجوب اعتبار النجوم ونحوها فی المفازة لتصريح علمائنا وغيرهم بكونها علامة معتبرة،فينبغي الاعتماد فی أوقات الصلاة وفی القبلة،علىٰ ما ذكره العلماء الثقات فی كتب المواقيت،وعلىٰ ما وضعوه لها من الآلات كالربع والاصطرلاب فإنها إن لم تفد اليقين تفد غلبة الظن للعالم بها،وغلبة الظن كافية فی ذلک. (ردالمحتار: ۳۱۷/۱، باب شروط الصلاة،مبحث فی استقبال القبلة)

اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاں مساجدِ قدیمہ موجود نہ ہوں، وہاں آلاتِ رصدیہ اور حسابات ریاضیہ سے کام لینا جائز، بلکہ ماہر وواقف کے لئے ضروری ہے کہ دیگر علامات ونشانات کے بجائے ان آلات سے کام لے؛ اس لئے کہ محض تحری اور تخمینہ کے مقابلہ میں ان آلات کے ذریعہ زیادہ ظن غالب حاصل ہوگا۔

حسبِ تصریح فقہاء عین کعبہ سے ۴۵/ ڈگری کا انحراف مفسدِ صلوٰۃ نہیں۔

فعلم أن الانحراف اليسير لايضر،وهو الذی يبقى معه الوجه أو شیء من جوانبه مسامتًا لعين الكعبة أو لهوائها،بأن يخرج الخط من الوجه أو من بعض جوانبه ويمر على الكعبة أو هوائها مستقيمًا،ولايلزم أن يكون الخط الخارج على استقامة خارجًا من جبهة المصلی بل منها أو من جوانبها. (ردالمحتار: ۳۱٦/۱،باب شروط الصلاة،مبحث فی استقبال القبلة)

البتہ ایک قول کے مطابق عین کعبہ کی دونوں جانب ۲۴-۲۴/ ڈگری انحراف جائز ہے، یعنی مفسدِ صلوٰۃ نہیں، اس سے زیادہ جائز نہیں، لیکن اس کو احتیاط پر محمول کیا گیا ہے۔

وقال أبو منصور :ينظر إلىٰ أقصر يوم فی الشتاء وإلىٰ أطول يوم فی الصيف،فيعرف مغربيهما ثم يترک الثلثين عن يمينه والثلث عن يساره ويصلی فيما بين ذلک وهذا استحباب والأول للجواز. اھ. (منحة الخالق حاشية البحر الرائق: ۳۰۱/۱)

آپ کے یہاں جب سمت قبلہ کے ۱۳۰/ درجہ جنوب مشرق ہونے پر علما متفق ہیں، اسی کے مطابق جدید مساجد بھی

تعمیر ہورہی ہیں اوراب تک کا عمل بھی اسی کے مطابق ہے، اب محض مسجد کی ظاہری خوبصورتی کوقائم رکھنے کے لئے اس کا رخ ۴۵/درجہ تک منحرف کر دینا بالکل نامناسب ہے، اگر چہ ۴۵/درجہ کا انحراف بقول مفتی بہ انحراف معفو عنہ کی آخری حد ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ نماز صحیح ہوجائے گی، لیکن جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا دوسرے قول (جس کو احوط قرار دیا گیا ہے) کے مطابق نماز صحیح نہیں ہوتی، اور نماز جیسی اہم اور عظیم عبادت میں احتیاط کا پہلو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، اسی لئے مسجد حرام میں صرف حطیم کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی، تو فریضہ ادا نہ ہوگا، جبکہ طواف میں حطیم کو بھی شامل کر لینا ضروری ہے۔ (ہدایہ: ۲۲۱/۱) دیکھئے نجاست غلیظہ کی قدر درہم مقدار معاف ہے، یعنی اس کے ہوتے ہوئے نماز صحیح ہوجاتی ہے، لیکن اس کا مطلب یہ تونہیں کہ اس کے ازالہ پر قدرت ہونے کے باوجود اس کو باقی رکھتے ہوئے نماز پڑھی جائے، بلکہ فقہا تصریح فرماتے ہیں کہ اس طرح نماز مکروہ ہوگی۔

البحر الرائق میں ہے:

ومراده من العفو صحة الصلاة بدون إزالته لا عدم الكراهة لما في السراج الوهاج وغيره إن كانت النجاسة قدر الدرهم تكره الصلاة معها إجماعًا وإن كانت أقل وقد دخل في الصلاة نظر إن كان في الوقت سعة فالأفضل إزالتها واستقبال الصلاة وإن كانت تفوته الجماعة. (۱٤٠/۱)

ظاہری خوبصورتی کے مقابلہ میں معنوی وباطنی خوبصورتی کا لحاظ مقدم ہے، سمتِ قبلہ کا مستقیم ہونا محاسنِ باطنیہ میں سے ہے؛ اس لئے صورت مسئولہ میں سمتِ قبلہ کو درست کر لینا چاہئے۔ **فقط واللّٰہ تعالیٰ أعلم**

حررہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری۔ ۲۷/ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ۔ (محمود الفتاویٰ: ۴۵۲/۱-۴۵۶)

سمت قبلہ میں ۱۸/ڈگری کا فرق ہوتو کیا کیا جائے:

سوال: ہم انگلینڈ کے وسلالیڑ شہر کے۔ جولندن سے ۱۰۰/میل کے فاصلہ پر ہے۔ باشندے ہیں، وہیں سے یہ مسئلہ پوچھ رہے ہیں، یہ قبلہ کے سلسلہ میں اختلاف ہونے کی وجہ سے نقشہ کے ساتھ درج ذیل خلاصہ پیش کر کے جواب کے لیے گزارش کرتے ہیں، امید ہے کہ منسلک نقشہ کے مطابق جلد از جلد جواب عنایت فرمائیں گے۔

شکل اول: اس صورت میں جب ہم (ہوکالینگ) آلۂ رصد یہ دیکھتے ہیں، تو ۱۸/ڈگری تفاوت ظاہر ہوتا ہے۔

شکل دوم: دوسری شکل نقشہ کے مطابق نماز پڑھیں تو قبلہ کا رخ (آلۂ مذکور سے) توصحیح ہوجاتا ہے، مگر صفوں کو ٹیڑھی کرنا پڑتا ہے۔ جس سے نمازیوں کے لیے بھی تنگی ہوجاتی ہے۔

شکل سوم: اس میں صفیں بھی سیدھی ہوجاتی ہیں اور نمازیوں کے لیے سہولت بھی ہوجاتی ہے، مگر رہی (پہلی خرابی

کہ)۱۸رڈگری تفاوت قبلہ سے نقشہ کے مطابق عمل کریں گے۔

نقشہ نمبر:۱۔

کمرے میں قبلہ کا رخ سیدھا آتا ہے۔

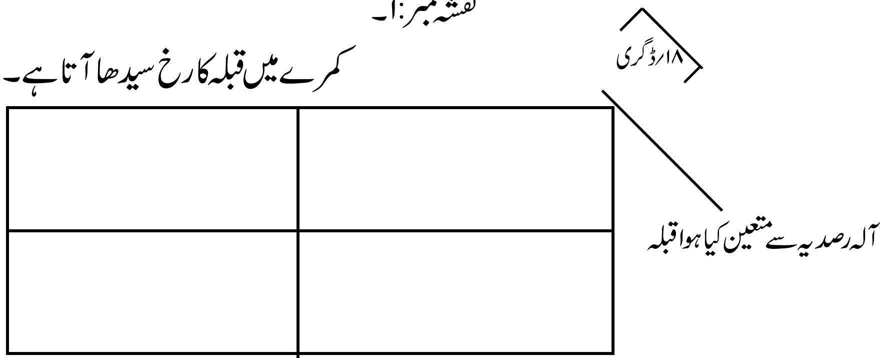

نقشہ نمبر:۲۔

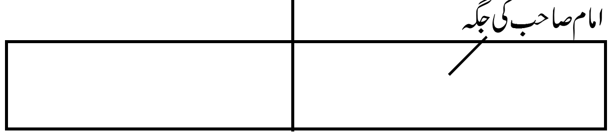

اسی طرح ایک ہی صف پوری اور سیدھی آتی ہے اور باقی دوسری صف ادھوری رہتی ہے۔

نقشہ نمبر:۳۔

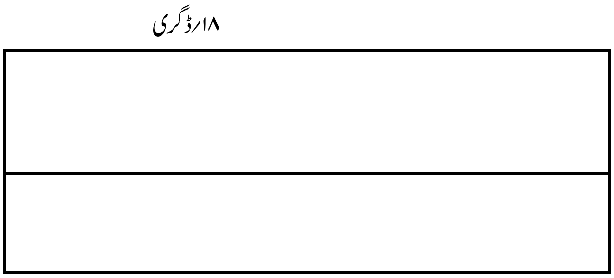

۱۸رڈگری کے تفاوت کرنے کی وجہ سے سیدھی صف رکھنے سے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

جس مقام پر زمانہ قدیم کی مساجد نہ ہوں اور قواعد شرعیہ کے موافق قبلہ کا رخ معین کرنے والے مسلمان بھی نہ ہوں ، چاند، سورج، ستاروں کو دیکھ کر بھی واقف کار مسلمان رخ متعین کر سکتے ہوں اور آلات رصدیہ کے ذریعہ قلب کو اطمینان حاصل ہو جائے ،تو اسی طرح رخ متعین کر کے اس کے موافق نماز ادا کرتے رہیں۔(۱)

(۱) وتعرف بالدليل،وهو في القرى والأمصار محاريب الصحابة والتابعين،وفي المفاوز والبحار النجوم كالقطب،وإلا فمن الأهل العالم بها". (الدر المختار)

"فينبغي الاعتماد في أوقات الصلاة وفي القلبة،علىٰ ماذكره العلماء الثقات في كتب المواقيت،وعلىٰ ما وضعوه لهامن الآلات كالربع والاصطرلا ب،فإنها إن لم تفد اليقين تفد غلبة الظن للعالم بهاوغلبة الظن كافية ".(رد المحتار، كتاب الصلاة،باب شروط الصلاة: ١/ ٤٣٠ـ ٤٣١ ،سعيد)

آپ کی لکھی ہوئی تین صورتوں میں سے نقشہ نمبر:۲ کے موافق نماز ادا کرنا بلا شبہ درست ہے، اگر چہ صفیں ٹیڑھی ہی ہونگی، مگر رخ صحیح ہوگا، اس لیے کہ یہ ٹیڑھا پن کمرہ کی تعمیر کے لحاظ سے ہے، قبلہ کے رخ کے لحاظ سے نہیں، سو اس میں مضائقہ نہیں۔(۱)

نقشہ نمبر ا، اور ۳ کی صورت میں کمرہ کے اعتبار سے تو صفیں سیدھی ہیں ٹیڑھی نہیں، لیکن قبلہ کا رخ برابر نہیں، اگر چہ اتنا فرق نہیں کہ بالکل سمت قبلہ باقی نہ رہے اور نماز کو قطعاً فاسد قرار دیا جائے۔ لیکن قصداً اتنا فرق بھی نہ کیا جائے، اس سے بھی بچنا چاہیئے۔ ردالمحتار، ج ا میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۸۹/۵/۱۹ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۵۳۲-۵۳۴) ☆

(۱) ”(و) السادس (استقبال القبلة) ... (فللمكي) ... (إصابة عينها) ... (ولغيره) ... (إصابة جهتها) بأن يبقى شيء من سطح الوجه مسامتًا للكعبة أو لهوائها“. (الدر المختار علىٰ صدر ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة: ١/٤٢٧-٤٢٨، رشيدية)

(۲) فيعلم منه أنه لو انحرف عن العين انحرافًا لا تزول منه المقابلة بالكلية جاز، ويؤيده ما قال في الظهيرية: إذا تيامن أو تياسر تجوز؛ لأن وجه الإنسان مقوس؛ لأن عند التيامن أو التياسر يكون أحد جوانبه إلى القبلة، الخ. فعلم أن الانحراف اليسير لا يضر، وهو الذي يبقى معه الوجه أو شيء من جوانبه مسامتًا لعين الكعبة أو لهوائها“. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة: ١/٤٢٨-٤٣٠، سعيد)

والمسئلة واضحة وحاصلها إذا تحقق خروجه عن الجهة بالكلية لا يجوز اعتماده إجماعًا و إذا لم يخرج عنها جاز اعتماده وإن كان فيه انحراف قليل يجوز عند الحنفية ولا يجوز عند الشافعية. (الفتاوى الخيرية علىٰ هامش الفتاوىٰ الحامدية: ١/١٧، بولاق مصر. انيس)

☆ ۲۵ / درجہ شمال منحرف مسجد کا حکم:

سوال: ہمارے یہاں ایک مسجد ہے، جو خط استواء سے ۳۵ / درجہ شمال کی جانب منحرف ہے۔ معارف مدنیہ میں لکھا ہے ”کعبہ سے ۲۴ / درجہ انحراف تک بلا کراہت نماز درست ہوتی ہے“۔ لہٰذا میرے خیال میں اس مسجد میں نماز بلا کراہت درست ہوگی اور ہمارے یہاں ایک دوسرے صاحب ہیں وہ فرماتے ہیں کہ یہ مسجد ۳۴ / درجہ منحرف شمار کی جائے گی اور اس میں نماز مکروہ ہوگی۔ تو حضرت والا سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسجد کو ۳۴ / درجہ منحرف شمار کی جائے گی، یا ۱۴ / درجہ (یہاں کے عرض البلد ۲۴)۔

الجواب ــــــــــــــــ حامداً و مصلياً

ظاہر تو یہی ہے کہ اس مسجد میں نماز مکروہ نہیں۔ (وتعرف بالدليل، وهو في القرى والأمصار محاريب الصحابة والتابعين، وفي المفاوز والبحار النجوم كالقطب، وإلا فمن الأهل العالم بها“. (الدر المختار)

”فينبغي الاعتماد في أوقات الصلاة وفي القبلة، علىٰ ماذكره العلماء الثقات في كتب المواقيت، وعلىٰ ما وضعوه لها من الآلات كالربع والاصطرلاب، فإنها إن لم تفد اليقين تفد غلبة الظن للعالم بها، وغلبة الظن كافية“. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة: ١/٤٣٠-٤٣١، سعيد) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۹/۷/۷ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۵۳۵)

قبلہ سے ۲۷؍درجہ انحراف کی وجہ سے جماعتِ ثانیہ کے داعی کا حکم:

سوال: ہم نے مسجد کے لیے ایک جگہ آج سے ۵؍سال پہلے خریدی تھی، اُس میں سمت قبلہ ذرا بائیں جانب کی طرف مائل تھا، محراب بنانے سے قبل ہم نے کئی بار کمپاس کے ذریعے دیکھا کہ اگر صفوں کو سیدھا کر دیا جائے، تو تقریباً ۲۷؍درجہ کا فرق آتا ہے، علمائے کرام سے مشورہ لے کر ہم نے اس وقت قبلہ سیدھا کر دیا اور مسلسل ۵؍سال سے پانچ وقتوں کی نمازیں مع جمعہ وعیدین وغیرہ اِس قبلہ کی طرف ہو رہی، اب ایک صاحب نے یہ مسئلہ کھڑا کیا کہ قبلہ ٹیڑھا کیا گیا ہے؛ اِس لیے وہ اسی مسجد کے تہہ خانے میں دوسری جماعت با قاعدہ ۵؍وقتی نماز کے علاوہ جمعہ وعیدین بھی ادا کریں گے، اور اُنہوں نے علی الاعلان اشتہار وغیرہ دے کر لوگوں کو فتنہ برپا کرنے کی غرض سے ابھارا بھی ہے، مگر ابھی تک وہ صاحب اپنی کوشش میں ناکام رہے ہیں، مگر اُن کی اِس فتنہ بازی سے مصلیوں کی تعداد میں باقاعدہ نمازوں میں عموماً اور جماعت وغیرہ میں کافی اثر پڑا۔

اس لیے مندرجہ ذیل مسائل میں آپ سے جوابات درکار ہیں، امید قوی ہے کہ آپ جوابات سے نوازیں گے:

(۱) مسجد مذکورہ میں محراب سمت قبلہ سے تقریباً ۲۷؍درجہ کا فرق ہے، تو کیا ایسی صورت میں نماز صحیح ہو جاتی ہے کہ نہیں؟

(۲) ایک جماعت کے ہوتے ہوئے اُسی مسجد میں دوبارہ جماعت کی تشہیر اور دعوت دینا کیسا ہے؟

(۳) اس فتنہ بازی کرنے پر اگر ہم مذکور صاحب کو مسجد میں آنے سے روک دیں، تو شریعت مطہرہ میں کہاں تک گنجائش ہے؟

الجواب ـــــــــــــــ حامدًا و مصليًا و مسلمًا

(۱) فقہا کی تصریح کے بموجب عین کعبہ سے پینتالیس (۴۵) درجے تک بھی انحراف ہو جائے، تو استقبال فوت نہیں ہوتا اور نماز صحیح ہو جاتی ہے۔

حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب کا اِس مسئلہ پر مستقل رسالہ ''سمتِ قبلہ'' کے نام سے موجود ہے، جو آپ کی تالیف ''جواہر الفقہ'' حصۂ اول کا ایک جزء ہے، اُس کا مطالعہ ان شاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔

(۲) جس مسجد میں باقاعدہ پابندئ وقت کے ساتھ جماعت ہوتی ہو اس میں جماعتِ ثانیہ مکروہ ہے، اور مکروہ کی دعوت اور تشہیر موجبِ گناہ ہے۔

(۳) اس آدمی کو نرمی اور محبت سے سمجھا کر اس سے باز رکھا جائے، اِس پر بھی باز نہ آئے تو کوئی ایسی تدبیر عمل میں لائی جا سکتی ہے جس کے نتیجہ میں اُس کو باز رکھا جا سکے، بشرطیکہ خود وہ تدبیر باعثِ فتنہ نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵؍شعبان ۱۴۱۲ھ۔ الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ (محمود الفتاویٰ: ۴؍۱۹۷-۱۹۸)

مسجد کے سمت قبلہ میں معمولی فرق ہوتو نماز کا حکم:

سوال: مسجد کے قبلہ درست ہونے میں لوگوں کو شک ہے، حالانکہ مسجد کا رخ آلہ کی مدد سے بنایا گیا ہے۔ اگر مسجد میں کجی ہوتو نماز درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

محض شک کوئی چیز نہیں ہے،(۱) اور اگر معمولی کجی ہوتو شرعاً اس مسجد میں نماز درست ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالصمد رحمانی۔(فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۲۹۰) ☆

---

(۱) اليقين لايزول بالشک.(الأشباه والنظائر: ۱۰۰)

(۲) "فعلم أن الانحراف اليسير لايضر،وهوالذي يبقى معه الوجه أوشيء من جوانبه مسامتًا لعين الكعبة أولهوائها".(رد المحتار،باب شروط الصلاة،مبحث في استقبال القبلة: ۲/۱۱۱)

قبلہ جہت کعبہ ہے، عین کعبہ نہیں،توجہ کا مطلب یہ ہے کہ مصلی کے چہرہ سے کوئی خط جہت کعبہ کے خط کو چھوتا ہو،بعض علمانے اس کی تقدیر کعبہ کے دونوں سمت ۲۴-۲۴ ڈگری تجویز کی ہے،بعض علمانے ہر دو جانب ۳۶-۳۶ رڈگری اور بعض لوگوں نے ۴۵-۴۵ رڈگری۔امام غزالی نے ۴۵ رڈگری کے قول کو ترجیح دی ہے۔

راقم الحروف کے نزدیک ۳۶ ڈگری کا قول،قول وسط ہے،۴۵ ڈگری کے قول میں گردن سے نکلنے والے خط کو بنیاد تصور کرتے ہوئے مواجہہ تسلیم کیا گیا ہے۔۳۶ رڈگری اصل چہرہ کے دونوں کنارے کا مواجہہ اور ۲۴ ڈگری میں دونوں آنکھوں کے کنارے سے نکلے ہوئے خط کا اعتبار کیا گیا ہے۔[مجاہد]

☆ قبلہ سے معمولی انحراف:

سوال: ہمارے یہاں ایک مسجد ہے جس کی لمبائی ساڑھے نوگز ہے، چوڑائی پونے چار گز ہے، جس میں یہ مسجد قبلہ کے رخ سے تین ہاتھ ہٹی ہے، اُتر (''اُتر'': شمال'' (فیروز اللغات:۶۳، فیروز سنز لاہور) کی طرف دیوار کو جب پچھم (پچھّم: مغرب، وہ سمت جدھر سورج ڈوبتا ہے''۔(فیروز اللغات:۲۸۱، فیروز سنز لاہور) تین ہاتھ لی جائے، تب اس کا رخ صحیح ہوگا اور جہت میں سے دکھن (دکھن: جنوب کی سمت'')(فیروز اللغات:۶۳۲، فیروز سنز لاہور) قبلہ سے رخ زیادہ ہٹائے، تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجوابـــــــــــــــ حامداً ومصلياً

معمولی فرق سے نماز خراب نہیں ہوگی، البتہ اگر بجائے مغرب کے شمال یا جنوب کا رخ ہوجائے تو نماز نہیں ہوگی۔(لايجوز لأحد أداء فريضة ولا نافلة...إلا متوجهًا إلى القبلة ... ومن كان خارجًا عن مكة،فقبلته جهة الكعبة.(الفتاوى الهندية،كتاب الصلاة،الفصل الثالث في استقبال القبلة: ۱/۶۳،رشيدية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند،۱۵/۵/۱۳۹۵ھ۔(فتاویٰ محمودیہ:۵/۵۳۶)

بجانب قبلہ بعض مواجہت قبلہ ہوتو نماز فاسد نہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بندہ کو معلوم نہیں تھا کہ قبلہ سے سینہ پھر کر نماز فاسد ہوجاتی ہے، اب بے علمی کی وجہ سے سینہ قبلہ سے پھر گیا، نصف یا نصف سے زیادہ یعنی کم ازکم کتنا سینہ قبلہ سے پھر جائے جس سے نماز فاسد ہوجاتی ہو؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: اکرام الحق نشتر آباد، راولپنڈی۔١٦/ذی الحجہ ١٣٨٩ھ)

الجواب

اگر بعض مواجہت باقی ہوتو نماز فاسد نہیں ہوتی ہے اور جب مواجہت بالکلیہ فوت ہو جائے تو نماز فاسد ہوتی ہے۔**يدل عليه ما في رد المحتار**: ٣٩٨/١۔(١) فقط (فتاویٰ فریدیہ: ٢٢٠/٢-٢٢١)

اگر مسجد کی محراب سمت قبلہ پر درست نہ ہوتو کیا کیا جائے:

سوال: مسجد میں بنائی گئی محراب قبلہ سے ٢٠/ڈگری منحرف ہے، اسی حال میں پانچ سال ہوئے نماز ادا کرتے رہے، اب کیا صرف محراب بدل دیں یا محراب اور مسجد کو ازسرنو بنائیں؟

الجواب

بہتر تو یہ ہے کہ محراب درست کرلی جائے، تاکہ نمازی بلاانحراف صحیح سمت قبلہ کا استقبال کریں، جب تک محراب درست نہ ہوتو بیس ڈگری تک انحراف کی گنجائش ہے، جو نمازیں پڑھی جاچکی ہیں؛ وہ صحیح ہوگئیں۔(٢)

(آپ کے مسائل اوران کا حل: ٣٤٣/٣)

---

(١) قال العلامة ابن عابدين رحمه الله: وسيأتي في المتن في مفسدات الصلاة أنها تفسد بتحويل صدره عن القبلة بغير عذر، فعلم أن الانحراف اليسير لايضر، وهو الذي يبقى معه الوجه أوشيء من جوانبه مسامتًا لعين الكعبة أولهوائها، بأن يخرج الخط من الوجه أومن بعض جوانبه ويمر على الكعبة أوهوائها مستقيمًا، ولايلزم أن يكون الخط الخارج على استقامة خارجًا من جبهة المصلي بل منها أومن جوانبها، كما دل عليه قول الدرر من جبين المصلي فإن الجبين طرف الجبهة وهما جبينان، وعلى ماقررناه يحمل ما في الفتح و البحر عن الفتاوىٰ من أن الانحراف المفسد أن يجاوز المشارق إلى المغارب آه. فهذا غاية ماظهر لي في هذا المحل، و الله تعالىٰ أعلم. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مبحث في استقبال القبلة: ٣١٦/١-٣١٧)

(٢) فعلم أن الانحراف اليسير لايضر، وهو الذي يبقى مع الوجه أوشيء من جوانبه مسامتًا لعين الكعبة أولهوائها، بأن يخرج الخط من الوجه أو من بعض جوانبه ويمر على الكعبة أوهوائها مستقيمًا، الخ. (رد المحتار: ٤٣٠/١، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مبحث في استقبال القبلة)

مغرب کے رخ پر بنائی گئی قدیم مساجد کا حکم:

سوال: اکثر دینی صحیفوں میں ہم نے پڑھا اور دیکھا ہے کہ قبلہ یعنی کعبۃ اللہ ہمارے ملک ہندوستان کے مغرب میں واقع ہے، رخ کی صریحاً تشریح مذکورہ کتب میں نہیں بتائی گئی، ہاں جغرافیہ اور سائنس سے ٹھیک ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے جنوبی ہند کے ٹھیک ''شمال، مغرب'' میں کعبہ واقع ہے اور آج کل کعبہ شریف کا رخ پہچاننے کا مصنوعی آلہ آچکا ہے، جس سے ٹھیک رخ پہچانا جاتا ہے۔

غرض جنوبی ہند کے اکثر قدیم مساجد جو تقریباً سو سال قبل کبھی تعمیر کی گئی ہیں، ٹھیک مغرب کے رخ پر ہی بنائی گئی ہیں اور آج بھی اسی رخ پر نمازیں پڑھی جارہی ہیں، اسلاف کے بزرگوں اور دینداروں کو رخ کعبہ کا ٹھیک پتہ نہ تھا اور انہوں نے اپنی کتب میں ''کعبہ ہند سے مغرب جانب میں واقع ہوتا ہے'' کے الفاظ پر عمل کیا ہے۔ اس لحاظ سے ساری مسجدیں طرف مغرب پر تعمیر کی گئی ہیں۔ مگر اب کے علما مسجدوں میں ٹیڑھی صفیں بنانے کو ترجیح دے کر صفیں بالکل ٹیڑھی ہی بنادی ہیں۔ لہذا ہمارے اسلاف جنھوں نے مسجدیں تعمیر کرائی ہیں، لوگ اب ان کی بے حرمتی اور بدنامی کے علاوہ ان پر بڑا عیب اور دھبہ لگا رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں سوال یہ ہے کہ سابق اور اسلاف کے نیک بزرگوں اور ہماری نمازیں اب تک کی کیا ہوئیں، آخر اس کا حل کیا ہے؟

اور قدیم مسجدیں کیا کی جائیں؟ آج کل یہ نیا انقلاب فساد کے نمونہ پر پہنچا ہے، کیا کریں؟ (احمد سعید عفی عنہ)

الجواب ———————— وباللّٰہ التوفیق

جو قدیم مسجدیں ٹھیک مغرب رخ پر بنائی گئی ہیں، تمام نمازیں بلا شبہ ان سب مسجدوں میں درست ہیں۔ نہ صف ٹیڑھی کرنے کی ضرورت ہے اور نہ مسجد کی عمارت گرانے یا بگاڑنے کی ضرورت ہے۔ قبلہ کا رخ مغرب واقع ہونے کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ ہندوستان کا قبلہ بین المغربین ہے اور وہ ان تمام قدیم مساجد میں حاصل ہے۔

ہاں جس مسجد کا رخ بین المغربین نہ ہو، اس کا قبلہ درست کر لینا چاہیے۔

اور بین المغربین واقع ہونے کا یہ مفہوم ہے کہ!

سب سے بڑے دن میں مسجد کے جس رخ پر آفتاب غروب ہوتا ہو، اس کے صحن میں آفتاب اور مسجد کے اتری کنارہ کے بیچ میں ایک نشان لگادیں۔ پھر اسی طرح سب سے چھوٹے دن میں آفتاب، مسجد کے جس رخ پر غروب ہوتا ہے۔ مسجد کے دکھنی کنارہ اور آفتاب کے بیچ میں اتنے ہی فاصلہ پر ایک نشان لگادیں جتنے فاصلہ پر اتری نشان لگایا تھا، پھر دونوں نشانوں کے درمیان ایک مستقیم خط کھینچ دیں۔ پس اگر یہ خط اور مسجد کے مغربی دیوار کا خط متوازی

ہو،تو قبلہ بین المغربین حاصل ہے اور نماز بلاشبہ درست ہے۔(۱) اتنے دور دراز ملکوں میں عین قبلہ کی مواجہہ شرط نہیں ہوتی، بلکہ جہت قبلہ کی مواجہت فی الجملہ بھی کافی ہو جاتی ہے۔

لقوله تعالیٰ: ﴿وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهُ﴾(۲) فقط و اللّٰه أعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند سہارنپور ۲۶/۱۲/۱۴۰۱ھ۔(منتخبات نظام الفتاویٰ:۲۱۲/۱-۲۱۳)

غلط سمت پر بنی ہوئی مسجد کے قبلہ کو درست کرنا:

سوال: ایک پرانی مسجد کی جدید تعمیر کے سلسلے میں قطب نما سے دیکھا جاتا ہے،تو آٹھ فٹ کا فرق قبلہ میں آرہا ہے،کیا ایسی صورت میں سابقہ بنیاد پر جدید تعمیر کر لی جائے، یا قطب نما سے قبلہ درست کرنا ضروری ہے۔

(۲) کتنے فٹ کے فرق سے انحراف سمجھا جائے گا اور نماز درست نہیں ہوگی؟ فٹ کی تعیین فرمائیں۔

(۳) فتویٰ کے نہ ماننے والے یا پس پشت ڈالنے پر شریعت کیا حکم لگاتی ہے اور ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(۴) فتویٰ کی موجودگی میں فتویٰ کے خلاف فیصلہ کرنا کیسا ہے اور اس فیصلے کو نہ ماننا کیسا ہے؟

(۵) مسجد کی جدید تعمیر میں دو فریق کا اختلاف ہے،تیسرا آدمی اس کے علاوہ اس مسجد کو بنواسکتا ہے یا نہیں؟ یا اسی فریق میں سے کچھ آدمی بنواسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

(۱) دیدہ و دانستہ انحراف کے ساتھ تعمیر ہرگز نہ کی جائے،ہوسکتا ہے کہ ابتداءً سابقہ مسجد بنانے کے وقت پورا لحاظ قبلہ کا نہ ہوسکا ہو،کوئی ذریعہ صحیح علم کا نہ ہو،اب جبکہ صحیح علم کا ذریعہ موجود ہے،دیگر مساجد کو بھی دیکھ لیا جائے،قطب نما سے بھی اندازہ کر لیا جائے تب تعمیر کی جائے۔(۳)

---

(۱) عن أبي هريرة قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: "ما بين المشرق و المغرب قبلة". (سنن الترمذي: ۱۷۱/۲، أبواب الصلاة، رقم الحديث: ۳۴۲-۳۴۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اہل مدینہ کے لئے ارشاد فرمایا ہے؛ کیونکہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ سے جہت جنوب میں ہے،اس حدیث سے واضح ہو جاتا ہے کہ دور والوں کے لئے جہت کعبہ کا استقبال ہی کافی ہے۔

(۲) سورة البقرة: ۱۵۰۔

(۳) "(و) السادس (استقبال القبلة)... (فللمكي)... (إصابة عينها)... (و لغيره)... (إصابة جهتها) بأن يبقى شيء من سطح الوجه مسامتًا للكعبة أولهوائها (إلىٰ قوله) وتعرف بالدليل، وهو في القرى والأمصار محاريب الصحابة والتابعين، وفي المفاوز والبحار النجوم كالقطب آه". (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مبحث في استقبال القبلة: ۴۲۷/۱-۴۲۸، سعيد)

(۲) قصداً بالکل انحراف نہ کیا جائے، صحیح علم نہ ہونے کی صورت میں شمال اور جنوب کی قوس بنا کر نصف قوس تک انحراف ہو گیا، تو بھی نماز کو درست کہا جائے گا،(۱) مسجد بڑی یا چھوٹی ہونے سے اس انحراف میں بھی فرق ہو سکتا ہے، فٹ کی تعیین دشوار ہے۔

(۳) یہ تو اس بات پر موقوف ہے کہ فتویٰ کا صحیح حال معلوم ہو کہ واقعةً وہ حکم شرعی موافق ہے یا نہیں؟ اور فتویٰ کو نہ ماننے والے کا علم ہو کہ ہو وہ فقہ وفتویٰ میں کس قدر تجربہ وبصیرت رکھتا ہے اور یہ بات بھی سامنے آئے کہ فتویٰ کو نہ ماننے اور پس پشت ڈالنے کی وجہ کیا ہے، تب اس کا حکم معلوم ہو سکتا ہے۔

یہ بات معلوم ہونے کے بعد کہ فتویٰ عین شریعت کے مطابق ہے، اس کو نفسانی تقاضہ کے تحت نہ ماننا اور پس پشت ڈالنا خطرناک ہے،(۲) جب تک ایسا شخص اپنی اس حرکت پر نادم ہوکر باقاعدہ شرعی توبہ نہ کرے، وہ امامت کا مستحق نہیں۔(۳) اگر شرعی دلائل کی روشنی میں وہ فتویٰ غلط ہے، تو وہ اس قابل ہے کہ دلائل کے ساتھ اس کی تردید کر دی جائے۔

(۴) اس کا جواب نمبر:۳ سے واضح ہے۔

(۵) یا تو فریقین آپس میں اتفاق کر لیں یا کسی کو اپنا ثالث وحکم بنا لیں تاکہ نزاع ختم ہو جائے، اگر کسی دوسرے شخص نے مسجد کو بنایا اور جس فریق کے خلاف وہ تعمیر ہوئی، اس نے اس کو غلط قرار دیکر منہدم کیا، تو اور فتنہ بڑھے گا، یا اس نے نماز ہی ترک کر دی، یہ بھی مستقل موجب انتشار ہے۔(۴)

---

(۱) ”فيعلم منه أنه لو انحرف عن العين انحرافاً لاتزول منه المقابلة بالكلية ،جاز ،ويؤيده ما قال في الظهيرة:إذا تيامن أوتياسر تجوز،لأن وجه الإنسان مقوس؛لأن عند التيامن أوالتياسريكون أحد جوانبه إلى القبلة.(رد المحتار،كتاب الصلاة،باب شروط الصلاة،مبحث في استقبال القبلة:٤٩٥/١-٤٩٦، رشيدية)

(۲) ”إذا جاء أحد الخصمين إلٰى صاحبه بفتوى الأئمة،فقال صاحبه:ليس كما أفتوا، أوقال:لانعلم بهذا،كان عليه التعزير“(الفتاوى الهندية،كتاب السير ،باب أحكام المرتدين،منها مايتعلق بالعلم والعلماء:٢٧٢/٢، رشيدية)

(۳) ”(ويكره) ...(إمامة عبد)...(وأعرابي)...(وفاسق وأعمى)“.(الدرالمختار)

”(قوله وفاسق)...وهوالخروج عن الاستقامة،ولعل المرابه من يرتكب الكبائر كشارب الخمر،والزاني وآكل الربا ونحوذلك“.(ردالمحتار،كتاب الصلاة،باب الإمامة:٥٥٩/١-٥٦٠،سعيد)

(۴) قال اللّٰه تعالٰى:﴿وَلاَ تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ ،وَاصْبِرُوْا ، إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ﴾.(سورةالأنفال:٤٦)

عن معاذ بن جبل رضى اللّٰه تعالٰى عنه أن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قال:”إن الشيطان ذئب الإنسان كذئب الغنم ، يأخذ الشاة القاصية،فإياكم والشعاب،وعليكم بالجماعة والعامة والمسجد“.(مسند الإمام أحمد ابن حنبل رحمه اللّٰه تعالٰى (رقم الحديث:٢١٥٢٤):٧٠/٦،دارإحيا التراث العربى،بيروت)

اگر چہ کوئی فریق یا غیر فریق مسجد کو شرعی طریقہ پر تعمیر کر دے گا، تب بھی وہ مسجد ہو جائے گی اور اس میں نماز پڑھنا درست ہوگا۔(۱) بہرحال فتنہ وانتشار سے پرہیز کرنا بہت ضروری ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیو بند۔(فتاویٰ محمودیہ:۵/۵۲۹-۵۳۲) ☆

جدید مسجد کی سمت قبلہ میں تردد:

سوال: حاجی عبدالرشید، مستری عبدالعزیز، حاجی رفیق احمد، ماسٹر شاہد حسین، منشی اختر حسین نے ایک مشورہ ۱۹۶۹ء میں مسجد بنانے کے لیے کیا، اور کمیٹی کی تشکیل کر کے ۲/ ہزار مربع گز زمین خرید کر مسجد بنانی شروع کر دی، جو

(۱) حتى إنه إذا بنى مسجدًا وأذن للناس بالصلاة فيه، فصلى فيه جماعة، فإنه يصير مسجدًا.(الفتاوى التاتارخانية، كتاب الوقف، الفصل الحادى والعشرون في المساجد: ٨٣٩/٥، إدارة القرآن والعلوم الإسلاميه، كراچی)

☆ **پرانی مسجد کا رخ اگر صحیح نہ ہو، تو اس میں نماز ہوگی یا نہیں:**

سوال: ہم لوگ ساکنان نکما شاہ قصبہ شیر کوٹ ایک مدت دراز سے اپنی مسجد میں نماز پڑھتے چلے آرہے ہیں، مسجد بہت پرانی اور ہماری یاد سے پہلے کی ہے، فی الحال یہ بات چلی کہ مسجد کا رخ غلط ہے، بذریعہ قطب نما اس کی جانچ کی گئی، تو اصل میں مسجد قطب نما کی رو سے ۲/ رفٹ کا فرق ہے، مطلب یہ کہ مسجد کا شمالی سرا ۲/ رفٹ، ٦/ انچ پچھم کی طرف ہونا چاہئے، یا پھر دکھنی سرا ۲/ رفٹ مشرق کی طرف ہونا چاہئے۔

دریافت طلب یہ ہے کہ ایسی مسجد میں نماز ہوگی یا نہیں، اور جو نمازیں اس میں پڑھی گئی ہیں، ان کا حل کیا ہے؟ بہت چھوٹی مسجد ہے جس میں صرف اندر ایک جماعت ہوسکتی ہے، آٹھ ہاتھ لمبی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ حامداً ومصلياً

اب قطب نما کے ذریعہ وہاں صفوں کے نشان صحیح رخ پر لگا دیئے جائیں اور ان نشانوں کے موافق جماعت کھڑی ہو کر نماز پڑھا کرے۔("(و) السادس (استقبال القبلة)...(فللمكى)...(إصابة عينها)...(ولغيره)...(إصابة جهتها) بأن يبقى شيء من سطح الوجه مسامتًا للكعبة أولهوائها الخ وتعرف بالدليل، وهو في القرى والأمصار محاريب الصحابة والتابعين، وفي المفاوز والبحار النجوم كالقطب آه". (الدر المختار) (قوله كالقطب) هو أقوى الأدلة، وهو نجم صغير في بنات نعش الصغرى بين الفرقدين والجدى، إذا جعله الواقف خلف أذنه اليمنى كان مستقبلا القبلة إن كان بناحية الكوفة وبغداد وهمدان". (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مبحث في استقبال القبلة: ٤٢٧/١ - ٤٣٠، سعيد) تمام مسجد کو توڑنے کی ضرورت نہیں ہے اور وسعت بھی نہیں ہے، جو نمازیں اب تک پڑھی گئی ہیں، ان کا اعادہ لازم نہیں ہے۔(کیونکہ موجودہ انحراف اتنا نہیں ہے کہ سمت قبلہ کی حد معین سے باہر ہو: "فعلم أن الانحراف اليسير لايضر، وهو الذى يبقى معه الوجه أوشيء من جوانبه مسامتًا لعين الكعبة أولهوائها". (أيضًا: ٤٣٠/١، سعيد) فقط والله تعالىٰ أعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیو بند، ۱۳۹۰/۵/۱۴ھ۔(فتاویٰ محمودیہ:۵/۵۴۱)

(اسی طرح کا ایک اور مسئلہ فتاویٰ محمودیہ:۵/۵۴۰، میں درج ہے۔انیس)

تھوڑے ہی دنوں میں پائے تکمیل کو پہنچی، جس مسجد کا نام مسجد نبی کریم رکھا گیا، جو ۱۹۷۰ء میں چالو ہوگئی، یعنی نماز پڑھنی شروع کردی گئی۔

محلّہ کا ایک شخص جس کا نام عبدالشکور ہے، اس نے ایک شبہ ڈالا کہ مسجد کا رخ صحیح نہیں ہے؛ جس پر مدرسہ محمودیہ سروٹ سے عالموں کو دعوت دی گئی، جس میں؛ ۱: مولانا نثار احمد مہتمم مدرسہ محمودیہ سروٹ ۔۲: مفتی شکیل احمد صاحب۔ ۳: مولانا نصیب الدین صاحب ۔۴: مولانا مہربان صاحب ۔۵: مولانا ظریف احمد صاحب ۔٦: قاری عابد صاحب۔ ۷: قاری محمد مصطفیٰ صاحب ۔۸: حافظ محمد عمر صاحب ۔۹: حاجی صغیر احمد صاحب انصاری وائس چیئر مین میونسپل بورڈ اور بہت سے لوگ شامل تھے، کمیٹی ہذا کی موجودگی میں محلّہ کی سب مسجد چیک کی پھر مسجد نبی کریم بھی چیک کی؛ جس میں تین قطب نما تھے۔

علماء دین نے چیک کرنے کے بعد فیصلہ دیا کہ مسجد کا رخ ٹھیک ہے، کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ ضلع مظفر نگر کی مسجد قطب نما کے پوائنٹ ۹ سے دس تک آتی ہے؛ سب ٹھیک ہے، اس نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور نہ مسجد کا رخ غلط ہے۔ اس کے باوجود مستری عبدالشکور ماننے کے لیے تیار نہیں ہے، جبکہ موقع پر مفتی شکیل احمد مفتی مرادآباد موجود تھے، جنہوں نے فتویٰ دیا کہ ٹھیک ہے، لیکن وہ اپنی ضد پر ہے۔ کیا ۹/پوائنٹ سے دس پوائنٹ تک مسجد کا رخ ٹھیک مانا جاتا ہے یا نہیں؟

(۲) جبکہ مندرجہ بالا مسجد کا مندرجہ بالا عالموں نے فیصلہ دیا تو مستری عبدالشکور صاحب کا نہ ماننا اور افواہیں پھیلانے کا فعل کیسا ہے اور کس حد تک پہنچتا ہے؟

(۳) مندرجہ بالا عالموں کی رائے کے مطابق مستری عبدالشکور کی پیروی کرنے والا شخص شرعاً سزا کا مستحق ہے یا نہیں؟

(۴) عالموں کی رائے کے خلاف بولنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

متدین اہل علم اور اہل تجربہ نے معائنہ کیا، قطب نما سے دیکھا، دیگر مساجد سے بھی رخ کو ملایا اور اس مسجد کے رخ کو صحیح بتا کر نماز کو اس میں صحیح قرار دیا تو اس کو تسلیم کر لینا چاہئے، بلا دلیل شرعی کے انکار کا حق نہیں،(۱) اگر معمولی فرق بھی ہو تب بھی مسجد کو نہ گرایا جائے، سمت قبلہ میں توسع ہے(۲) موسم سردی اور موسم گرمی میں جہاں جہاں سورج غروب

(۱) فینبغي الاعتماد في أوقات الصلاة وفي القبلة، علیٰ ماذکره العلماء الثقات في کتب المواقیت، وعلیٰ ما وضعوه لها من الآلات کالربع والاصطرلاب، فإنها إن لم تفد الیقین تفد غلبة الظن للعالم بها، وغلبة الظن کافیة في ذلک". (رد المحتار، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مبحث في استقبال القبلة: ۱/۴۳۱، سعید)

(۲) "فعلم أن الانحراف الیسیر لا یضر، وهو الذي یبقی معه الوجه أوشيء من جوانبه مسامتًا لعین الکعبة أو لهوائها". (رد المحتار، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مبحث في استقبال القبلة: ۱/۴۳۰، سعید)

ہوتا ہے ان دونوں جگہوں کے درمیان نماز پڑھنے سے بھی نماز ادا ہو جاتی ہے،(۱) اب تفرقہ نہ پیدا کیا جائے،(۲) اور جن حضرات نے دیکھ کر رخ کو صحیح بتایا ہے، ان پر اعتماد کیا جائے، صحت نماز کی ذمہ داری انہوں نے لی ہے اور وہ خود جواب دہ ہوں گے۔(۳)

جو شخص صحیح شرعی فتوے کو تسلیم نہ کرے، اس کو سزا دینے کی آج قوت نہیں ہے، اس کو نرمی اور شفقت سے فہمائش کی جائے، وہ نہ مانے تو اس کا ساتھ نہ دیا جائے۔(۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۴/۱۴۰۱ھ۔(فتاویٰ محمودیہ: ۵/۵۳۸-۵۳۹) ☆

(۱) "الأول أن ينظر في مغرب الصيف في أطول أيامه ومغرب الشتاء في أقصر أيامه،فليد ع الثلثين في الجانب الأيمن والثلث في الأيسر والقبلة عند ذلك،ولو لم يفعل هكذا وصلى فيمابين المغربين يجوز".(رد المحتار،كتاب الصلاة،باب شروط الصلاة،مبحث في استقبال القبلة: ١/ ٤٣٠،سعيد)

(۲) قال اللّٰه تعالىٰ:﴿وَلاَ تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ﴾(سورة الأنفال: ٤٦)

(۳) "عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال:قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:"من أفتىٰ بغيرعلم كان إثمه علىٰ من أفتاه".(سنن أبي داؤد،باب التوقي في الفتيا (ح:٣٦٥٧)/جامع بيان العلم وفضله (ح:١٦٢٥)انيس)

(۴) "قال الخطابي:رخص للمسلم أن يغضب علىٰ أخيه ثلاث ليال لقلته،و لايجوزفوقها إلا إذا كان الهجران في حق من حقوق اللّٰه تعالىٰ فيجوزفوق ذلك ... فإن هجرة أهل الهواء والبدع واجبة علىٰ ممرّالأوقات مالم يظهرمنه التوبة والرجوع إلى الحق".(مرقاة المفاتيح شرح المشكوة،كتاب الآداب،باب ماينهى عنه من التهاجر والتقاطع، الفصل الأول: ٨/ ٧٥٨،رشيدية)

قال الشيخ:فيه من العلم أن تحريم الهجرة بين المسلمين أكثرمن ثلاث إنماهو فيمايكون بينهما من قبل عتب وموجدة أو لتقصيريقع في حقوق العشرة ونحوها دون ما كان من ذلك في حق الدين فإن هجرة أهل الأهواء والبدعة دائمة على مر الأوقات والأزمان ما لم تظهر منهم التوبة والرجوع إلى الحق وكان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم خاف على كعب وأصحابه النفاق حين تخلفوا معه في غزوة تبوك فأمربهجرانهم وأمرهم بالقعود في بيوتهم نحو خمسين يوماً على ما جاء في الحديث إلى أن أنزل اللّٰه سبحانه توبته وتوبة أصحابه فعرف رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم براء تهم من النفاق.(معالم السنن،ومن باب مجانية أهل الأهواء وبغضهم: ٤/ ٢٩٦/وكذا في الكاشف عن حقائق السنن للطيبي،باب ما ينهى عنه: ٩/ ٣٢٠١٠.انيس)

☆ سمت قبلہ کی تعیین وانحراف:

سوال: ایک مسجد جامع ہے، جو تقریباً ایک سو تیس برس کی تعمیر شدہ ہے، آج کل اس میں بوجہ تنگی نمازیوں کو سخت تکلیف ہو رہی تھی، مسجد ہذا کو بغرض توسیع و تعمیر جدید منہدم کرایا گیا، پہلی بنیاد سے اسے سیدھی کرنے میں اتر کا مغربی گوشہ تین ہاتھ پچھّم جانب بڑھایا گیا اور دکھن کا مشرقی گوشہ تین ہاتھ پورب (''پورب: مشرق، سورج نکلنے کی جگہ''۔(فیروز اللغات: ۳۰۸، فیروز سنز لاہور) ہٹایا گیا، مگر پھر بھی قطب سے کچھ فرق رہ گیا۔

==

صفوں کا قبلہ کی جانب سے ٹیڑھا بچھانا:

سوال: مسجد کا پیش امام مسجد میں صفیں غیر رخ بچھاتا ہے، اگر کوئی مقتدی صف کو درست کرتا ہے تو خفا ہوتا ہے، اور کہتا ہے کہ صفیں درست ہیں، مگر صفیں بالکل ٹیڑھی ہوتی ہیں، جس کا خاکہ یہ ہے۔

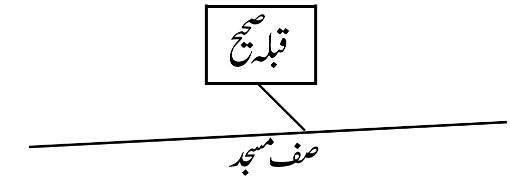

اس حالت میں نماز میں کراہیت تو نہیں ہوگی؟

== کوئی صورت ایسی نہیں ہوسکتی جو قطب سے بالکل سیدھی کی جاسکے، بہت بڑا کنواں مسجد کی بنیاد میں پڑ رہا تھا۔ ایسی صورت میں مسجد ہذا میں شرعاً کوئی نقص نماز کی ادائیگی وغیرہ میں وقوع پذیر ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور قطب کو تعمیر مسجد میں شرعاً کیا حیثیت حاصل ہے، قبلہ رخ جو معتبر ہے جس کو فقہا نے "بین الفرقدین والجدی" لکھا ہے، (قوله كالقطب) هو أقوى الأدلة، وهو نجم صغير في بنات نعش الصغرى بين الفرقدين والجدى" (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مبحث في استقبال القبلة: ٤٣٠/١، سعيد) اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامداً ومصلياً

اتنے معمولی فرق سے نماز میں نقصان نہیں آتا۔ ("فعلم أن الانحراف اليسير لايضر، وهو الذي يبقى معه الوجه أو شيء من جوانبه مسامتاً لعين الكعبة أولهوائها". (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مبحث في استقبال القبلة: ٤٣٠/١، سعيد)

تاہم اگر دوبارہ تعمیر سے اصلاح نہ ہوسکی، تو صفوف کے نشان صحیح طور پر مسجد میں لگا دیئے جائیں اور ان کے موافق رخ صحیح کرلیا جائے، پھر مسجد کو گرا کر از سرنو تعمیر کرنے کی ضرورت نہیں۔ سمت معلوم کرنے کی بہت سی علامات فقہا نے لکھی ہیں، قطب بھی ایک دلیل ہے، بلکہ اقوی الادلہ ہے، اہل ہند سے قبلہ کا رخ عامۃً جانب مغرب میں ہے۔ ("فقبلة أهل المشرق إلى المغرب عندنا. (الفتاویٰ التاترخانية، كتاب الصلاة، الفصل الثاني في فرائض الصلاة وواجباته: ٤٢٣/١، إدارة القرآن، كراچی)

پس اگر سردی وگرمی میں جس جگہ آفتاب غروب ہوتا ہے، اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی جائے، تو نماز صحیح ہوجائے گی، یعنی دونوں موسموں کے جائے غروب کے درمیان کا حصہ جہت کعبہ ہے، یہی مطلب ہے۔ "بين الفرقدين والجدى" کا۔

قال الشامي: (قوله كالقطب): هو أقوى الأدلة، وهو نجم صغير في بنات نعش الصغرى بين الفرقدين والجدى إذا جعله الواقف خلف أذنه اليمنى كان مستقبلاً القبلة إن كان بناحية للكوفة، وبغداد، وهمدان، الخ". (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مبحث في استقبال القبلة: ٤٣٠/١، سعيد) فقط والله سبحانه تعالیٰ أعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵۳۶/۵، ۵۳۷)

الجواب

صورت مذکورہ میں نماز تو سب کی ہو جاتی ہے، مگر امام کا بلا وجہ صفیں ٹیڑھی بچھانا اور اس پر اصرار کرنا موجب نقصان صلوٰۃ ہے اور باعث تشویش قوم۔ لہذا اس کو اس لغو حرکت سے احتراز کرنا چاہئے۔

قال فی الخلاصة فی القبلة: المختار أنه ينظر إلٰی غروب الشمس فی أقصر يوم فی الشتاء و إلی الغروب فی أطول يوم فی الصيف فيجعل ثلثی ذلک عن يمينه و الثلث عن يساره و يصلی فيما بين ذلک. (١/ ٧٠)

۲۲ / رمضان ۱۳۴۱ھ۔ (امداد الاحکام: ۲/ ۱۲۴)

☆☆☆